طب جدید:

شریعت میں DNA ٹیسٹ کی حیثیت

مولانا محمد نہال دانش

متخصص فی الفقہ الاسلامی

بجامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

DNA ٹیسٹ سے متعلق ایک استفتاء اوراس کا جواب:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام، مفتیانِ دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ:

زید نے ۲۰۰۵ء میں اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی، پہلی بیوی سے ۲ بیٹے، ۲ بیٹیاں ہیں، دوسری شادی کے تقریباً ۲ سال بعد اللہ پاک نے زید کو بیٹا دیا۔ زید (یو۔کے) کا نیشنل پاکستانی ہے، اس نے کوشش کی کہ اپنی دوسری بیوی اور ۹ ماہ کے نومولود بیٹے کو بھی برطانیہ لے جائے، برٹش ایمبیسی نے یہ یقین کرنے کے لئے کہ واقعتاً بچہ زید ہی کا ہے؟ ڈی، این اے ٹیسٹ کا مطالبہ کردیا، زید نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا اور اسے ڈی، این اے ٹیسٹ کی پوری ڈیفنیشن سمجھائی (پوری تفصیل) بیوی نے کہا کہ ضرور ڈی، این، اے ٹیسٹ کروایا جائے، برٹش ایمبیسی کے آڈر سے یوکے کی معروف لیبارٹری میں DNA ٹیسٹ کروایا گیا تو رپورٹ نے یہ ثابت کیا کہ یہ بچہ زید کا نہیں ہے۔ جبکہ بچے کی ظاہر شکل وصورت مرحومہ بیوی کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بڑے بیٹے اور زید کے ساتھ ملتی ہے، بلکہ پاؤں اور ہاتھوں کی انگلیوں کی ساخت زید کے ساتھ مطابقت کرتی ہے جو کہ عام لوگوں کی ساخت سے کچھ مختلف ہے۔ اب شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سوال طلب امر یہ ہے۔

۱...... الولد للفراش کے مطابق اس بچے کی ولدیت کے خانے میں زید ہی کا نام آئے گا؟ یا کہ جدید ایجادات کے استفادے کو تسلیم کرتے ہوئے زید کی نسبت کا انکار کیا جائے گا؟

۲...... زید کی پہلی بیوی کی اولاد اس بنیاد پر اگر کسی عدالت میں جاتی ہے تو شرعاً یہ بچہ زید کے انتقال کی صورت میں اس کی وراثت شرعی کا حقدار ہوگا؟

۳...... کیا اس بچے کے نان ونفقہ کی ذمہ داری زید پر ہوگی یا نہیں؟

۴...... شناختی کارڈ بناتے وقت اس کی ولدیت کے خانے میں کیا لکھا جائے گا؟

برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

مستفتی: محمد اشرف ولد شیر محمد

الجواب ومنہ الصدق والصواب:

واضح رہے کہ ثبوت نسب شریعت اسلامیہ کے اہم قضیوں میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کا دارومدار ثبوت نسب پر ہے، میراث، محارم، نکاح، کفاءت وغیرہ کے ابواب میں بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کا براہ راست ثبوت نسب کے مسئلہ سے تعلق ہے، اس لئے شریعت مطہرہ نے ثبوت نسب اور نفی نسب کے بارے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے، چنانچہ جہاں اس بات کی انتہائی تاکید کی ہے کہ کوئی بھی بچہ بلانسب نہ رہے، بلکہ جہاں تک (شرعی حدود اور ضابطے میں رہتے ہوئے) ممکن ہو بچہ کا نسب اس کے حقیقی والد سے ثابت کیا جائے، وہاں اس بات کا بھی حد درجہ اہتمام کیا ہے کہ ثبوت نسب کے لئے واضح قرینہ موجود ہو۔

چنانچہ شریعت مطہرہ نے بچہ کو کسی شخص سے ثابت النسب قرار دینے کے لئے ایک بنیادی اصول مقرر کیا ہے اور وہ ہے "فراش" کا ہونا "فراش" کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا مرد سے نکاح کا ثابت ہونا کہ فلاں عورت فلاں مرد کے نکاح میں ہے اور وہ عورت اس کی بیوی ہے، اس کے بعد اس مرد کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس عورت سے جو بچہ بھی پیدا ہوگا تو وہ بچہ بہرصورت اسی مرد سے ثابت النسب ہوگا اور اس پیدا ہونے والے بچہ کی نسبت اس عورت کے شوہر کی طرف کی جائے گی اور وہ شوہر اس بچہ کا باپ کہلائے گا الا یہ کہ مرد خود اس بچہ کی نفی کرتے ہوئے لعان کرے۔

چنانچہ **مشکوٰۃ شریف** میں ہے:

"...... الولد للفراش وللعاهر الحجر" . (الحديث ج ٢، ص ٢٨٧) .

ترجمہ: "بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے (نسب و میراث سے) محرومی اور سنگساری ہے"۔

بدائع الصنائع میں ہے:

" ومنها ثبوت النسب وان كان ذلك حكم الدخول حقيقة لكن سبب الظاهر هو النكاح لكون الدخول امراً باطناً فيقام النكاح مقامه فى اثبات النسب ولهذا قال النبى ﷺ الولدللفراش وللعاهر الحجر وكذا لو تزوج المشرقى بمغربية فجاء ت بولد يثبت النسب ، وان لم يوجد حقيقة الدخول لوجود سببه وهو النكاح " . (ج ٢ ، ص ٦٤٦) .

اس کے علاوہ چند طریقے اور بھی ہیں جن کو شریعت نے ثبوت نسب کے سلسلہ میں معتبر قرار دیا ہے، بعض طریقے تو متفقہ ہیں جن کو تمام فقہاء نے تسلیم کیا ہے اور بعض طریقے وہ ہیں جن کو بعض فقہاء نے تسلیم نہیں کیا جو طریقے متفقہ ہیں: وہ شہادت (گواہی) اور قرار ہیں۔

شہادت کا مطلب یہ ہے کہ: اگر شوہر اپنی بیوی سے پیدا ہونے والے بچہ کا انکار کردے تو اگر اس بچہ کی اس کی بیوی سے پیدا ہونے کی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اور وہ بھی نہ ہوں تو صرف ایک عورت یعنی دائی بھی گواہی دیدے کہ فلاں بچہ، فلاں مرد کا ہے اور

یہ بچہ فلاں مرد کی بیوی سے پیدا ہوا ہے تو اس صورت میں بھی اس شخص سے ثابت النسب شمار ہوگا۔

فتح القدیر میں ہے:

" واذا ولدت المعتدة ولداً لم يثبت نسبه عندابى حنيفةؒ الا ان يشهد بولادتها رجلان اورجل وامرأتان الا ان يكون حمل ظاهر اواعتراف من قبل الزوج فيثبت النسب من غير شهادة ، وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله يثبت فى الجميع بشهادة امراة واحدة لا ن الفراش قائم بقيام العدة وهو ملزم للنسب والحاجة الى تعيين الولد ا نه منها فيتعين بشهادتها كما فى حال قيام النكاح (قوله فى جميع ذلك) اجمع علماؤنا على انه يقضى بالنسب بشهادة الواحدة عند قيام النكاح " . (۱۷۶/۴).

بدائع الصنائع میں ہے:

" وان الثانى: وهو بيان ما يثبت به نسب ولد ا لمعتدة اى يظهر به فجملة الكلام فيه ان المراة اذا ادعت انها ولدت هذا الولد لستة اشهر فان صدقها الزوج فقد ثبت ولا دتها سواء كانت منكوحة اومعتدة وان كذبها تثبت ولا دتها بشهادة امراة واحدة ثقة عند اصحابنا ويثبت نسبه منه حتى لو نفاه يلاعن ....ماروى ان رسول الله ﷺ اجاز شهادة القابلة فى الولادة " . (۳۴۱/۳).

المبسوط للسرخسى میں ہے:

" واذا شهد شاهدان على رجل انه فلان بن فلان الفلانى وان الميت فلان ابن فلان ابن عمه وورثته لايعلمون له وارثا غيره ولفلان ذلك الميت دار فى يد رجل وهو مقرانها له غير انه لا يعرف له وارثاً فانا اجير شهادة هؤلاء على النسب وارفع اليه الدار وان كانوا لم يذكروا ا اباه استحساناً " . (۱۲ / ۱۷۹).

اقرار کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بذات خود کسی بچہ کے بارے میں یہ اقرار کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو اگر اس کا اقرار عقلاً وشرعاً ممکن ہو یعنی جس کے بارے میں اقرار کر رہا ہے وہ مجہول النسب ہو یعنی اس کا نسب کسی دوسرے شخص سے معروف نہ ہو اور ظاہر حال کے اعتبار سے اس کی تصدیق ہوتی ہو کہ "مقر" (اقرار کرنے والا) اور "مقرلہ" (جس کے بارے میں اقرار کیا جارہا ہے) کی عمروں میں ایسا تفاوت ہو جو ایک باپ اور بچہ کی عمر کے درمیان ہوسکتا ہے اور وہ بچہ اگر بالغ ہے تو تکذیب بھی نہ کرے تو ان شرائط کی موجودگی میں اقرار سے بھی نسب ثابت ہوجائے گا۔

بدائع الصنائع میں ہے:

" واما الاقرار بالنسب فهو الاقرار بالوارث وهو نوعان .... اما الاقرار لوارث فلصحته فى حق اثبات النسب شرائط : منها : ان يكون المقر به محتمل الثبوت .... وبيا نه ان من اقر بغلام انه ابنه ومثله

لایلد مثلہ لا یصح الاقرار ...... ومنھا ان لایکون المقر بنسبہ معروف النسب من غیرہ فان کان لم یصح .... ومنھا تصدیق المقر بنسبہ اذا کان فی ید نفسہ " . (۲۶۴/۶) .

فتح القدیر میں ہے:

" ومن اقر بغلام یولد مثلہ لمثلہ ولیس لہ نسب معروف انہ ابنہ وصدقہ الغلام ثبت نسبہ منہ وان کان مریضاً لا ن النسب مما یلزمہ خاصۃ فیصح اقرارہ بہ " . (۳۶۶/۷) .

اثبات نسب کا وہ طریقہ جسے فقہاء نے تسلیم نہیں کیا وہ "قیافہ" ہے۔ قیافہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنی ذہانت وفراست سے انسان کے جسم میں موجود کچھ علامتوں کو دیکھ کر اندازہ لگانا کہ اس کا باپ کون ہے؟

ملحوظ رہے کہ "علم قیافہ" کوئی یقینی علم نہیں، بلکہ تجربات اور مشاہدات پر مبنی مہارت کا نام ہے جو کہ سراسر ظنی ہے اور اس میں خطاً کا امکان بھی ہے۔ احناف رحمہم اللہ کے علاوہ تمام فقہاء نے ثبوت نسب اور نفی نسب کے سلسلہ میں "قیافہ" کو معتبر مانا ہے، لیکن احناف ثبوت نسب اور نفی نسب کے سلسلہ میں اس طریقہ کو درست نہیں سمجھتے۔

اس طریقہ کے صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں کئی واقعات ایسے وقوع پذیر ہوئے کہ جن سے معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ نے نسب کے معاملہ میں "قیافہ شناسی" کا اعتبار نہیں فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے :

" وعنہ ان اعرابیاً اتیٰ رسو ل اللہ ﷺ فقال ان امرأتی ولدت غلاماً اسود وانی انکرتہ، فقال لہ رسول اللہ ﷺ ھل لک من ابل ؟ قال نعم ! قال: فما الوانھا ؟ قال: حمر، قال: ھل فیھا من اورق ؟ قال : ان فیھا لورقا ، قال : فانی تری کیف جاء ھا؟ قال: عرق نزعھا ! قال: فلعل ھذا عرق نزعہ ولم یرخص لہ فی الانتفاء منہ " . (ص: ۲۸۶ . ۲۸۷).

ترجمہ: "اور حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی نے ایک ایسے بچہ کو جنم دیا ہے جس کا رنگ کالا ہے اور (اس وجہ سے کہ وہ میرا ہم رنگ نہیں ہے) میں نے اس کا انکار کر دیا ہے (یعنی یہ کہہ دیا کہ یہ بچہ میرا نہیں) رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: " کس رنگ کے ہیں " ؟ اس نے عرض کیا " سرخ رنگ کے ہیں " آنحضرت ﷺ نے فرمایا: " کیا ان میں کوئی اونٹ خاکستری رنگ کا بھی ہے " ؟ اس نے عرض کیا " ہاں " ان میں خاکستری رنگ کے بھی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: " تمہارا کیا خیال ہے یہ خاکستری رنگ کے اونٹ کہاں سے آگئے؟ اس نے عرض کیا کہ " کوئی رگ ہوگی جس نے انہیں کھینچ لیا (یعنی اس بچہ کی اصل میں کوئی خاکستری رنگ کا ہوگا، جس کے یہ بھی مشابہ ہوگئے) آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر یہ بچہ بھی ایسی رگ کے سبب کالا ہوا ہے جس نے اس کو کھینچ لیا ہے اور اس طرح آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو اس بچہ کا انکار

کرنے کی اجازت نہیں دی "۔ (مظاہر حق ج ۳ ، ص ۳۱۸۔۳۱۹) ۔

مذکورہ بالا واقعہ میں آپ ﷺ نے بچہ کے بارے میں بدو (دیہاتی) کی ظاہری رنگ وصورت اور قیافہ کے ذریعہ کی گئی قیاس آرائی کو غیر معتبر قرار دیا۔ اگر ثبوت نسب کے سلسلہ میں قیافہ کی گنجائش ہوتی تو آپ ﷺ ضرور اس کی بات کا اعتبار فرماتے۔

نیز اگر ثبوت نسب کے سلسلہ میں "قیافہ" معتبر ہوتا تو شریعت مطہرہ میں "لعان" کا حکم نہ ہوتا، بلکہ جب بھی کسی شخص کو اپنی بیوی سے پیدا ہونے والے بچہ پر شک ہوتا تو اس کو لعان کا حکم دینے کے بجائے یہ کہا جاتا کہ "قیافہ شناس" کے ذریعہ معلوم کرالو کہ یہ بچہ تمہارا ہے یا نہیں؟ ۔

چنانچہ المبسوط للسرخسی میں ہے :

" وحجتنا فی ابطال المصیر الی قول القائف ان الله تعالیٰ شرع حکم اللعان بین الزوجین عند نفی النسب ولم یأمر بالرجوع الی قول القائف فلو کان قوله حجة لامر بالمصیر الیه عند الاشتباه ولا ن قول القائف رجماً بالغیب " . (۸۳/۱۷) .

قبل اس کے کہ استفتاء میں ذکر کردہ بچہ کے نسب سے متعلق حکم بیان کیا جائے، سائل کے لئے مروجہ "ڈی این اے ٹیسٹ" کی حقیقت کا علم ہونا مفید رہے گا :

چنانچہ ملحوظ رہے کہ "ڈی این اے ٹیسٹ" ایک کیمیائی شئی ہے، جس کا پورا نام:

"DEOXY-RIBONUCLEIC ACID" "ڈی آکسی رائبو نیوکلک ایسڈ" جس کو عربی میں "بصمة وراثیة" کہتے ہیں، جو کہ "موروثی مادہ" ہے، مختصر الفاظ میں اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ "ڈی، این، اے ٹیسٹ" ایسے موروثی مادہ کا نام ہے جو ہر ذی روح میں موجود سینکڑوں خلیوں میں پایا جاتا ہے اور ایک نوع کے ذی روح کو اسی نوع کے دوسرے ذی روح سے ممتاز کرتا ہے۔

مذکورہ مادہ کی بناء پر اولاد کی شکل وشباہت اور مزاج واطوار میں اور والدین کی شکل وشباہت، مزاج واطوار میں بڑی حد تک یکسانیت ہوتی ہے۔ "ڈی، این، اے ٹیسٹ" میں مذکورہ مادہ کو لے کر مشین کے ذریعہ جانچا جاتا ہے، مذکورہ ٹیسٹ کا تعلق چونکہ کسی مخصوص شئی کی رؤیت ومشاہدہ پر نہیں، بلکہ تمام کاروائی مشین کے ذریعہ ہوتی ہے، اس لئے اس جانچنے میں غلطیوں کے کئی احتمالات پائے جاتے ہیں، مثلاً اجتماعی آبروریزی کیس میں خود محققین کے بقول "ڈی، این، اے ٹیسٹ" پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس ٹیسٹ میں ملے جلے متفرق مادہ مل کر کسی تیسرے شخص کی غلط نشاندہی بھی کرسکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء نے اس طریقہ پر اعتماد نہیں کیا۔

چنانچہ موجودہ زمانہ کے نامور فقیہ ڈاکٹر وهبة الزحیلی فرماتے ہیں:

" وتقدم علی البصمة الوارثیة الطرق المقررہ فی شریعتنا لا ثبات النسب کالبینة والا ستلحاق والفراش ای علاقة الزوجیة ، لان هذه الطرق اقوی فی تقدیر الشرع فلا یلجأ الی غیر ها من الطرق کالبصمة الوارثیة والقیافة الا عند التنازع فی الا ثبات وعدم الدلیل الاقوی " . (ص: ۱۵۱).

مذکورہ بالا تفصیل کے پیش نظر صورت مسئولہ میں "ڈی، این، اے ٹیسٹ" کے ذریعہ کسی کے نسب کے اثبات یا اس کی نفی کرنے کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ثبوت نسب کے اوّل الذکر متفقہ تین طریقوں (فراش، شہادت، اقرار) میں سے کسی طریقہ پر منطبق نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ اس کی حیثیت قیافہ کی ہے، جس کے بارے میں گذر چکا ہے کہ علماء احناف رحمہم اللہ کے ہاں "قیافہ" کے ذریعہ کسی کے نسب کا ثبوت یا نفی نہیں ہوتی۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ "ڈی، این، اے ٹیسٹ" ایک ظنی اور تخمینی چیز ہے اور ثبوت نسب کے سلسلہ میں جو شریعت کے متفقہ بنیادی اصول ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ اس کا تعلق نہیں، اس لئے "ڈی ، این، اے ٹیسٹ" کے ذریعہ کسی ثابت النسب بچہ میں شک پیدا کرنا اور اس کا انکار کرنا یا غیر ثابت النسب بچہ کے نسب کو ثابت کرنا یا ایک بچہ کے مختلف دعویدار ہوں تو "ڈی، این، اے ٹیسٹ" کے ذریعہ ان میں سے کسی ایک شخص کے ساتھ بچہ کا نسب متعین کرنا، ان میں سے کوئی بھی صورت شرعاً جائز اور درست نہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری منکوحہ بیوی سے جو بیٹا پیدا ہوا ہے چونکہ مذکورہ عورت زید کی نکاح میں ہے اس لئے " الولد للفراش " کے بنیادی قاعدہ کے تحت وہ بچہ زید ہی کا ہے، جبکہ خود زید بھی اس بچہ کو اپنا بچہ قرار دے رہا ہے، لہٰذا اس بچہ کا نسب شرعاً زید ہی سے ثابت ہے۔

"ڈی، این، اے ٹیسٹ" کی مذکورہ رپورٹ نے جو ثابت کیا ہے مذکورہ بچہ زید کا نہیں، شرعاً اس رپورٹ کا کوئی اعتبار نہیں اور محض اس رپورٹ کی بنیاد پر اس بچہ کے نسب پر شک کرنا اور بیوی پر غلط الزام لگانا شرعاً بہت بڑا سنگین جرم ہے، لہٰذا مذکورہ رپورٹ پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ بچہ کے نسب میں شک کرنے کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۱/۴..... مذکورہ بچہ کا نسب چونکہ شرعاً زید ہی سے ثابت ہے، اس لئے اس کی نسبت زید کی طرف کرتے ہوئے شناختی کارڈ اور اس کے علاوہ دیگر کاغذات میں ہر جگہ ولدیت کے خانہ میں زید ہی کا نام آئے گا، جدید ایجادات کی افادیت سے انکار نہیں، لیکن ان کی افادیت اس وقت تک تسلیم ہے جب تک شریعت کے اصولوں سے نہ ٹکرائے، لیکن جہاں ان کا شریعت کے اصولوں سے ٹکراؤ ہوگا، وہاں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، بلکہ شریعت کے اصولوں کو ترجیح دی جائے گی۔

۲..... زید کی پہلی بیوی کی اولاد کا زید کے انتقال کے بعد مذکورہ رپورٹ پر اعتماد کرتے ہوئے عدالت میں جا کر مذکورہ بچہ کے نسب کی زید سے نفی کر کے اس کو وراثت سے محروم کرنا شرعاً ہرگز قطعاً جائز نہیں ہوگا، بلکہ مذکورہ بچہ زید کے انتقال

کے بعد شرعاً اس کی وراثت کا حقدار ہوگا۔

۳...... جب مذکورہ بچہ کا نسب شرعاً زید ہی سے ثابت ہے تو اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری بھی زید پر ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالمجید دین پوری	محمد داؤد	محمد نہال دانش
		متخصص فی فقہ الاسلامی
		جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

(بشکریہ ماہنامہ بینات شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ)۔

......☆☆☆☆☆......

نرخنامہ برائے اشتہارات

بین الاقوامی معیار کا تحقیقی سہ ماہی مجلہ

''المباحث الاسلامیہ (اردو)''

Ret List for Advertisement

Quarterly International Magazine ALMABAHIS-AL-ISLAMIA

(1) آخر صفحہ رنگین........4000 روپے (2) اندورن آخر صفحہ رنگین......3000 روپے

(3) اندرون صفحہ اول رنگین.........3,000 روپے (4) مکمل صفحہ سادہ.........1500 روپے

(5) آدھا صفحہ سادہ.........1000 روپے (6) ایک تہائی صفحہ سادہ......500 روپے

یہ پاکستان اور دنیا بھر کے لائبریریوں کا واحد منتخب اسلامی تحقیقی مجلہ ہے۔

اپنے کاروبار کی تشہیر کے لئے سہ ماہی مجلہ ''المباحث الاسلامیہ (اردو)'' میں اشتہار دے کر ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق بنیں۔

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

فون: 0928-331353 فیکس: 0928-331355 ای میل almubahisulislamia@yahoo.com